اقوال امام اہلسنت
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

اقوال امام اہلسنت

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر

رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

نام کتاب: اقوال امام اہلسنتؒ

مرتب: حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

سنہ اشاعت: سنہ ۲۰۱۹ء/سنہ ۱۴۴۰ھ

فہرست مضامین

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

امام اہلسنت شیخ الحدیث والتفسیر محدث اعظم غزالی دوراں امام فن اسماء الرجال جامع المعقول والمنقول شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر علیہ الرحمۃ ورضوان کی ذات اقدس کسی تعارف کا محتاج نہیں، آپ علماء دیوبند کیلئے عظیم سرمایہ تھے اور آج فرزندان دیوبند آپ کے نام پر فخر کرتے ہیں، رہتی دنیا تک آپ کا اسم گرامی دیگر علماء دیوبند کی طرح روشن رہے گا۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اکابر کے حالات وواقعات بیان کرنے کے بعد بڑی حسرت سے بیان کرتے تھے کہ ایک محفل تھی فرشتوں کے جو برخاست ہوئی،

آہ! یہ فرشتہ صفات انسان اب ڈھونڈنے سے کہاں ملتے ہیں، اللہ تعالی نے حضرت شیخ صفدر رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سے علمی خدمات لیا جو آپ کی کتب سے ظاہر ہے، ایک حوالہ پر کئی حوالہ جات پیش کرنا آپ کے وسعت علمی پر واضح دلیل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے بہت سے فنون میں مہارت دی تھی، چنانچہ آپ بیک وقت مفسر، محدث، جامع المعقولات والمنقولات اور امام فن اسماء الرجال تھے، آپ اگر قرآن کی تفسیر کرتے تو مفسر قرآن اور حدیث کی تشریح کرتے تو شیخ الحدیث عربی عبارات میں صرفی ونحوی بحث کرتے تو شیخ الصرف والنحو اور اگر رجال پر بحث کرتے تو امام فن اسماء الرجال نظر آتے

۔

آپؒ کی کتب پڑھ کر بہت سے مشرکین مؤحد بن گئے، بدعت میں ڈھوبے عوام سنت کے

حامی بن گئے ، فی الجملہ آپؒ نے بہت سے خدمات سرانجام دیئے جو ہمیشہ اندھوں کے لئے بینائی کا سبب بنیں گے۔

فقیر کی عادت یہ ہے کہ جب بھی کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں تو اہم بات اور اہم ابحاث کی نشاندہی کر کے الگ ڈائری میں لکھتا ہوں تا کہ آئندہ جب بھی اس بات یا بحث کی ضرورت پڑی یا حوالہ کی ضرورت پڑ جائے تو آسانی سے مل جائے۔

اللہ تعالی نے شیخ صفدرؒ کی کتب سے استفادہ کا شرف بخشا تو اس میں بہت سے علمی جواہرات ملا اور حسب معمول ان کی نشاندہی بھی کی۔سوچا کیوں نہ ان علمی جواہرات کو جمع نہ کرو تا کہ عوام بھی اس سے مستفید ہو جائے ، چونکہ اتنی ساری کتب کا مطالعہ کرنا ظاہر سی بات ہے دور مصروفیت میں اور بالخصوص عوام کا مطالعہ سے بے دوری کس کے بس میں ہوسکتی ہیں، بریں بنا فقیر نے ارادہ کیا کہ حضرت شیخؒ کی کتب میں جو علمی جواہرات ہیں وہ یکجا کر کے الگ لکھو۔

اللہ تعالی اسے نافع اور قبول فرمائیں آمین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔۔۔۔

احقر الناس محمد عدنان فاروقی حنفی عفی اللہ عنہ

۱۶ / ذی الحجہ/ سنہ ۱۴۴۰ھ/ ۱۸ / اگست/ سنہ ۲۰۱۹ء

سوانح امام اہلسنت

نام ونسب:

امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر بن نور احمد خان مرحوم بن گل احمد مرحوم قوم سواتی (پٹھان) ہے۔

مقام ولادت:

ڈھکی چیڑاں داخلی کڑمنگ بالا سابق ڈاکخانہ بٹل علاقہ کونش تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ۔(اب مانسہرہ ضلع ہےاور ہزارہ ڈویژن ہے)

تاریخ ولادت:

تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی یقینی بات معلوم نہیں چونکہ اس وقت ریکارڈ رکھنے کا رواج نہیں تھا، البتہ خاندان کے بڑے بزرگوں کی روایات کے مطابق اندازہ ہے کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۹۱۴ء کے لگ بھگ ہوئی۔

بچپن:

حضرت امام اہل سنت کی عمر ابھی صرف چھ سال کی تھی آپ کی والدہ محترمہ کی وفات ہوگئی اور والد کی عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز تھی، ایسا بچہ کہ جس کی عمر چھ سال ہواور حقیقی ماں کی ممتا سے محروم ہواور والد کی عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہو اس کا بچپن کیسے گزرا ہوگا۔۔۔۔ یہ بیان محتاج نہیں۔

والد محترم:

آپ کے والد محترم جناب نور احمد خان ایک متشرع اور دیندار انسان تھے، گھر سے باہر

ایک چبوترہ نماز کے لیے بنایا ہوا تھا جس کی طہارت اور نظافت کا خوب خیال رکھتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے مہمان نوازی کا وصف بھی عطاء فرمایا تھا، کثرت سے مہمانوں کی آمد جاری رہتی اور آپ خوب تواضع فرماتے۔

ابتدائی تعلیم:

۱۳ سال کی عمر میں آپ کے والد محترم نے آپ کو آپ کے پھوپھی زاد بھائی جناب مولانا سید فتح علی شاہ صاحب کے ہمراہ حصول تعلیم کے لیے بٹل بھیجا، یہاں پہلی جماعت میں آپ کو داخل کیا گیا، بٹل کے بعد ملک پور کے علاقے میں چلے گئے اور دوسری جماعت تک وہاں پر پڑھتے رہے اور اسی دوران قاعدہ، ناظرہ قرآن اور جنازہ وغیرہ کے ضروری مسائل سیکھ لیے۔

ملک پور کے بعد مانسہرہ چلے گئے جہاں تیسری جماعت کے ساتھ ساتھ تعلیم الاسلام پڑھی اور ساتھ میں کچھ تقریر وغیرہ بھی سیکھ لی۔

تحصیل علم میں مشکلات:

آپ تحصیل علم کے لیے بہت سے تکالیف برداشت کئے، ایک دن آپؒ نے اپنے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمان شاھد کو فرمانے لگے، بیٹا! محنت کرو اور پڑھو! فرمایا ہم نے تو انتہائی کسمپرسی کے حالات میں پڑھا ہے پھر یتیمی کے دوران پڑھا ہے، وسائل نہیں تھے، والد کا سایہ بھی نہ تھا، بیٹا دین سے دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت بھی، آج تمہارے پاس وسائل ہے اور کسی چیز کی کمی نہیں ہے پھر اپنا ایک واقعہ سنایا کہ:

''میں گوجرانوالہ میں رہتا تھا، اطلاع ملی ہمارے علاقہ مانسہرہ میں کوئی عزیز فوت ہوگئی ہے میں وہاں اپنے علاقہ میں گیا، واپس گوجرانوالہ آنا تھا اس وقت وہاں سے گوجوانوالہ کا کرایہ دو روپے تھا اور میرے پاس صرف ایک روپیہ تھا میں نے سوچا کہ چلو پنڈی تک پیدل چلا جاتا

ہوں وہاں سے گاڑی پر بیٹھ کر ایک روپیہ کرایہ دونگا اور گوجرانوالہ چلا جاؤں گا پھر اچانک دل میں خیال آیا کہ چلو قریب ہی رشتہ داروں کا گھر ہے اس سے ایک روپیہ قرض لے لیتا ہوں جب ان کے پاس گیا تو انہوں نے ایک روپیہ قرض دینے سے انکار کر دیا کہ یہ بیچارہ ایک روپیہ کیسے واپس دے گا، ضائع کرنے والی بات ہے، چنانچہ میں نے اس کے بعد سے آج تک کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کیا، اپنے علاقہ سے واپس پیدل سفر شروع کر دیا، رات ایبٹ آباد پہنچا وہاں پر الیاس مسجد میں نماز پڑھی میرے پاس صرف ایک چادر تھی نماز کے بعد مسجد والوں نے پوچھا آپ کیوں بیٹھے ہے؟ میں نے کہا کہ مسافر ہوں، رات مسجد میں گزارنا چاہتا ہوں، انہوں نے مسجد میں رہنے کی اجازت نہ دی، سردیوں کی رات تھی ایک ہی چادر میں، میں نے باہر ہی گزاری، صبح ہوئی تو پھر پیدل سفر شروع کیا اور پنڈی پہنچ گیا وہاں سے گاڑی پر بیٹھ کر گوجرانوالہ آ گیا، حضرت نے مولانا شاہد سے فرمایا: بیٹا! اس وقت جن رشتہ داروں نے ایک روپیہ قرض دینے سے انکار کیا تھا آج وہی رشتہ داروں نے مجھ سے رشتہ داری پر فخر کرتے ہیں اور وہی مسجد والے جنہوں نے رات گزارنے کی اجازت نہ دی، آج مجھے متعدد بار جلسہ میں شرکت کی دعوت دے چکے ہیں، یہ ساری عزت اس علم دین کی وجہ سے ہے، اس لیے اسے توجہ سے پڑھو اللہ تعالی ضرور نوازے گا۔ (ماہنامہ ھدی للناس گوجرانوالہ)

دینی تعلیم کے لیے سفر:

بچپن میں ہی والدہ محترمہ اور والد محترم کا انتقال ہو گیا اور تعلیم میں آگے بڑھنے کا بظاہر کوئی امکان باقی نہ رہا تو کسی نیک دل بزرگ نے انہیں اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کو دینی تعلیم کے لیے دینی مدرسہ کا رخ کرنے کا مشورہ دیا اور آبائی گاوں کے قریب قصبہ بفہ میں حضرت مولانا مولانا غلام غوث میں ہزارویؒ کے مدرسہ میں پہنچا دیا جہاں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سیالکوٹ، ملتان، کوئٹہ وغیرہ کے مدارس میں درس نظامی کی

ابتدائی کتب کی تعلیم حاصل کی ،لیکن دل ابھی ذوق تعلیم سے سیراب نہ ہوا ،مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے گوجرانوالہ کے قدیم دینی درسگاہ مدرسہ انوارالعلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور مولانا عبدالقدیر صاحبؒ سے مزید تعلیم حاصل کی ،آپؒ کا فرمان ہے کہ میرا تعلیم ذوق وشوق اور علمی استعداد استاد محترم حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کی خصوصی شفقت اور توجہ کی مرہون منت ہے اور اکثر و بیشتر کتب آپ نے مولانا عبدالقدیر سے ہی پڑھی ۔

مولاناؒ کی ایک خصوصی شفقت آپ پر ایک یہ بھی تھی کہ طالب علمی کے زمانہ میں ہی جو کتب پڑھائیں وہ اپنی نگرانی میں آپ سے طلباء کو پڑھواتے یعنی مہربان استاد کی شفقت وتوجہ اور خصوصی نگرانی میں قابل ہونہار شاگرد اپنی علمی وفکری استعداد کی خصوصی نشونما کیلئے تعلیم وتدریس کے ابتدائی مراحل یکساں طور پر طے کرتا رہا، آپ کے بردار خود حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ بھی آپ کے ساتھ زیر تعلیم تھے لیکن اسباق میں وہ آپ سے دو سال پیچھے تھے اور بالآخر تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے ۔

دیوبند میں داخلہ:

دیوبند میں اسباق کی ترتیب کچھ یوں تھی:

بخاری وترمذی: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے پاس تھی ۔

مسلم شریف حضرت مولانا ابرہیم بلیاویؒ کے پاس تھی ۔

ابوداود شریف شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ کے پاس تھی ۔

اور دوسرے اساتذہ سے دیگر کتب پڑھیں اور دورہ حدیث میں طلباء کی تعداد ۳۴۳ تھی اور حضرت شیخ صفدرؒ ان سب میں ہر لحاظ سے لائق اور فائق تھے ۔

حضرت مدنیؒ کے ساتھ مماثلت:

حضرت امام اہل سنت اپنے تمام اساتذہ کرام کے قدردان تھے مگر سب سے زیادہ متأثر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی ذات گرامی سے تھے۔

بہت سے چیزوں میں ان کو حضرت مدنی کے ساتھ مماثلت تھی جن میں سے بعض زیادہ نمایاں ہیں:

حضرت مدنیؒ کی مہمان نوازی مشہور ہے اسی طرح امام اہل سنت بھی مہمان نواز تھے۔

حضرت مدنیؒ نے ساری زندگی سیاست میں گزاردی اور گمراہ فرقوں کا تعاقب بھی جاری رکھا اسی طرح حضرت امام اہل سنت نے بھی زندگی کا اکثر حصہ سیاسی جماعت سے وابستہ رہے اور فتنوں کا تعاقب بھی جاری رکھا۔

حضرت مدنیؒ بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھاتے تھے جب جیل گئے تو وہاں تعلیم الاسلام پڑھانے لگے اسی طرح حضرت امام اہل سنت بھی طلباء کو بخاری اور ترمذی پڑھاتے تھے جب جیل گئے تو اپنے برخوردار عزیزم عبدالحق خان بشیر کو صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں کی اسباق پڑھاتے رہے اور باقی ساتھیوں کو نماز اور دعاوں کے الفاظ درست کرواتے رہے۔

کراچی خالق دینہ ہال میں انگریز جج نے حضرت مدنیؒ کو دھمکی دی کہ جو بات آپ کہہ رہے ہیں اس کی سزا موت ہے تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ میں تو شہادت کا متمنی ہوں، کفن ساتھ لایا ہوں اسی طرح ۱۹۷۷ء کی نظام مصطفی کی تحریک میں جب فوجی کرنل نے حضرت امام اہل سنت کو دھمکی دی کہ سرخ لائن عبور کرنے کی صورت میں گولی لگے گی تو حضرت نے فرمایا ۶۳ سال مسنون عمر پوری کر چکا ہوں اب شہادت کا متمنی ہوں تو جو کرنا چاہتے ہیں کرلے اور پھر نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے ساتھ سرخ لائن عبور کر گئے، تاریخ شاہد ہے کہ نہ انگریز جج کو حضرت مدنیؒ کو پانسی کی سزا دینے کی جرأت ہوئی اور نہ ہی امام اہل سنت پر فوجی کرنل کو گولی چلانے کی جرأت ہوئی۔

قوت حافظہ:

حضرت امام اہلسنتؒ کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمان شاہد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے مجھے حکم دیا کہ بخاری شریف لاؤ، چنانچہ میں بخاری شریف لے کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اور بیٹھ گیا، حضرت والد صاحبؒ نے فرمایا فلاں صفحہ کھولو میں نے مطلوبہ صفحہ نکال لیا ایک حدیث سنائی میں نے اس حدیث کو ڈھونڈ کر عرض کیا حضرت حدیث مل گئی، حضرت نے فرمایا دیکھو اس حدیث پر میرے ہاتھ سے لکھا ہوا حاشیہ ہوگا، میں نے ڈھونڈا تو نہیں ملا عرض کیا ابوجان آپ کا لکھا ہوا حاشیہ نہیں ملا، فرمایا دھیان سے دیکھو میں نے آنکھوں کو تھوڑا سا ہاتھوں سے ملا اور دوبارہ دیکھنے لگا پھر نہ ملا میں نے عرض کیا حضرت نہیں ملا حضرت نے اصرار کئے ساتھ فرمایا غور سے دیکھو ضرور مل جائے گا، کتاب کی جلد دوبارہ کی ہوئی تھی اور سلائی زیادہ آگے کی ہوئی تھی میں نے دونوں ہاتھوں سے کتاب کو اطراف سے دبایا تو حضرت شیخ الحدیثؒ کا لکھا ہوا حاشیہ مل گیا میں خوش ہوا اور عرض کیا حضرت آپ کا لکھا ہوا حاشیہ مل گیا ہے، اس پر حضرت نے فرمایا: میں نے یہ حاشیہ ۳۰ سال قبل لکھا تھا اور اپنے ہاتھوں سے لکھا تھا اور مجھے اچھی طرح یاد بھی تھا اس لئے تمہارے انکار پر دوبارہ کہا تھا کہ دیہان سے دیکھو ضرور مل جائے گا۔ (ماہنامہ ھدی للناس گوجرانوالہ)

تدریس:

فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ۱۵ روپے ماہانہ پر اساتذہ کے حکم سے پڑھانا شروع کیا ۱۹۴۳ء کو گکھڑ کے احباب کے اصرار پر انوار العلوم کو چھوڑ کر گکھڑ تشریف لائے اور ۴۵ روپے تنخواہ مقرر ہوئی، ساتھ ساتھ آپ طلبہ کو بھی پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا اور تقریباً ۱۴ سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔

نصرت العلوم:

۱۳۷۱ھ کو نصرت العلوم میں تقرر ہوا اور صحت کے باقی رہنے تک وہیں پڑھاتے رہے، مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھائیں، دورہ حدیث میں بخاری اور ترمذی کا درس طویل زمانے تک دیتے رہے، مگر ایک خاص سلسلہ جو آپ کی ذات سے متعلق رکھتا ہے وہ ہے سالانہ تعطیلات میں دورہ تفسیر القرآن الکریم، جس میں بے شمار تشنگان علوم نبوت نے دور دراز سے حاضر ہوکر سیرابی کی کوشش کی اور آپ نئے چشمہ صافی سے ان کو سیراب کیا اور علوم کے دریا بہائے۔

بیعت وخلافت:

آپ نے استاذ المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ (تلمیذ حضرت گنگوہی) سے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی اور حضرت ہی سے آپ کو خلافت بھی نصیب ہوئی۔

شادی:

آپ نے ۲ شادیاں کی، پہلی شادی گوجرانوالہ میں ہی مولانا محمد اکبر صاحب مرحوم، خطیب جامع مسجد اسلام بستی کی، دختر نیک اختر سے ہوئی جس سے آپ کے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئی، ۱۹۵۲ء میں دوسری شادی اپنے والد مرحوم کے چچا زاد بھائی کی بیٹی سے ہوئی جس سے سات لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

سادگی:

ایک مرتبہ حضرت امام اہل سنت رات کو کسی جلسہ میں تشریف لے گئے، صبح فجر کے بعد گھر تشریف لائے اور اپنی اہلیہ کو فرمایا کہ ناشتہ تیار کردو، حضرت کی اہلیہ نے فرمایا میں ناشتہ تیار کرکے دیتی ہوں، چونکہ حضرت رات گھر پر نہیں تھے، اس لیے محترمہ نے صبح سویرے حسب

معمول آٹا وغیرہ ابھی تک گوندھا نہیں تھا، تھوڑی دیر بعد حضرت نے اہلیہ سے کہا: کہ ناشتہ جلدی سے تیار کردو! حضرت کی اہلیہ محترمہ ابھی آٹا گوندرہی تھی، انہوں نے حضرت سے عرض کی کہ آپ ابھی جہاں سے آئے ہیں، انہوں نے آپ کو ناشتہ بھی نہیں کروایا؟ حضرت تھوڑا مسکرائے پھر فرمایا: اللہ کی بندی تو ناشتہ کی بات کرتی ہے انہوں نے تو رات کو بھی کھانا نہیں کھلایا، بس جلسہ ختم ہوا تو انہوں نے مسجد کے صحن میں چارپائی لگادی اور سلادیا تھا۔

تکبیر اولی کا اہتمام:

مدرسہ نصرت العلوم میں حفظ کے استاذ اور قاری محمد عبداللہ صاحب کے صاحبزادے قاری محمد عبید اللہ عامر فرماتے ہیں: میں نے ۱۹۸۴ء میں مدرسہ نصرت العلوم سے دورہ حدیث کیا، حدیث کے سبق میں کسی نے حضرت امام اہل سنت کو طلباء کی شکایت لگائی کہ طلباء نماز میں سستی کرتے ہیں، اس پر حضرتؒ نے فرمایا: میرا یہاں گھر نہیں ہے، اگر میں یہاں رہتا ہوتا تو پھر دیکھنا کہ طلباء نماز میں کیسے سستی اور کوتاہی کرتے ہیں اس کے بعد حضرت نے فرمایا: الحمدللہ ۵۳ برس سے میری تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی، یہ بات ۱۹۸۴ء میں حضرت نے بیان کی اس کے بعد جب تک صحت ٹھیک رہی اور حضرت مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنے کے لیے رہے، اس وقت تک نماز کا با جماعت تکبیر اولی کے ساتھ اہتمام فرماتے رہے۔

پابندی وقت:

حضرت امام اہل سنتؒ کے جانشین حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

”کہ حضرت والد صاحبؒ اور مولانا ظفر علی خان صاحبؒ دونوں وقت کے بہت پابند تھے اور ان حضرات کے متعلق مشہور تھا کہ لوگ ان کی آمد و رفت کو دیکھ کر اپنی گھڑیاں درست

کرتے تھے۔(ماہنامہ ھدی للناس گوجرانوالہ)

تصنیف وتالیف:

(۱)الکلام الحاوی فی تحقیق عبارت الطحاوی (۲)گلدستہ توحید(۳)دل کا سرور(۴)آنکھوں کی ٹھنڈک(۵)راہ سنت(۶)باب جنت(۷)ہدیۃ المرتاب(۸)ازالۃ الریب(۹)احسن الکلام(۱۰)طائفہ منصورہ(۱۱)مقام ابوحنیفہ ؒ(۱۲)صرف ایک اسلام(۱۳)چراغ کی روشنی(۱۴)علم غیب اور ملاعلی قاریؒ (۱۵)تسکین الصدور(۱۶)درودشریف پڑھنے کا شرعی طریقہ(۱۷)تبلیغ اسلام(۱۸)انکار حدیث کے نتائج(۱۹)عیسائیت کا پس منظر(۲۰)چالیس دعائیں(۲۱)آئینہ محمدی(۲۲)بانی دارالعلوم دیوبند(۲۳)مسئلہ قربانی(۲۴)عمدۃ الاثاث(۲۵)تنقید متین(۲۶)شوق جہاد(۲۷)ختم نبوت(۲۸)سماع موتی(۲۹)مسئلہ تراویح(۳۰)الکلام المفید(۳۱)شوق حدیث(۳۲)عبارات اکابر(۳۳)اخفاء الذکر(۳۴)حکم الذکر بالجہر(۳۵)المسلک المنصورفی ردکتاب المسطور(۳۶)الشہاب المبین۔

حضرت کے درس قرآن(جو پنجابی زبان میں فرماتے تھے)اکیس(۲۱) جلدوں میں ذخیرۃ الجنان کے نام سے اردو میں شائع ہوچکی ہے۔

آخری ایام میں حدیث پر نظر:

حضرت امام اہلسنت نے وفات سے آٹھ (۸) روز پہلے ہر چیز کھانا پینا چھوڑ دی تھی ،حضرت کے معالج ڈاکٹر فضل الرحمن نے حضرت کو دوائی کھلانے کی کوشش کی حضرت اپنے معالج کو فرمانے لگے،بھئی اب دوائی کی ضرورت نہیں رہی میرے ساتھ اب بکھیڑے کرنا چھوڑ دو۔

مولانا محمدنواز بلوچ صاحب کہتے ہے کہ انہی ایام میں ہم حضرت امام اہلسنت کو کھانے پر

مجبور کیا کرتے تھے، ایک دن مفتی محمد عیسی بھی موجود تھے، حضرت نے مفتی صاحب کو فرمایا کہ: مفتی صاحب ان کو سمجھاؤ یہ مجھے کھانے پر مجبور نہ کریں، پھر ترمذی شریف کا حوالہ دے کر ایک حدیث شریف پڑھی:

"لاتکرھوا مرضاکم علی الطعام ان اللہ یطعمھم ویسقیھم" (ترمذی)

تم اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو بیشک اللہ تعالی ان کو کھالتے اور پلاتے ہیں۔

پھر مفتی سے فرمایا مفتی صاحب! کل آکر مجھے اس حدیث شریف کا پورا حوالہ بھی دکھانا، اللہ اکبر آخری ایام میں بھی حافظہ اور حدیث پر کیسی نظر تھی۔

رحلت:

۵ مئی ۲۰۰۹ء بمطابق ۹ جمادی الاولی ۱۴۳۰ ہجری بروز منگل رات سوا گیارہ بجے آپ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لاکھوں افراد نے ڈی سی سکول گکھڑ منڈی کے گراونڈ میں آپ کے نماز جنازہ میں شرکت کی اور گکھڑ کے قدیمی قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے

علم وعمل، بذل وبخت، حکمت وکلام والقاء
دست قضاء نے آہ سب کو بے سروپا کردیا

(قرآن نے کسی مسئلہ پر زور دیا ہے)

فرماتے ہیں:

قرآن کریم نے جتنا زور شرک کی تردید اور توحید کے اثبات پر دیا ہے اتنا زور کسی دوسرے مسئلہ پر نہیں دیا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب سید الرسل وخاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی خدا کے نبی اور رسول تشریف لائے ان کی پہلی دعوت ہی یہی رہی ہے کہ (مالکم من الہ غیرہ) اللہ تعالی کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں ،لہذا اسی ہی کی عبادت کرو۔

(حضرت لقمان حکیم کی نصیحت)

فرماتے ہیں:

حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اے بیٹے! شریک نہ ٹھہراؤ اللہ کا بے شک شریک ٹھہرانا بھاری بے انصافی ہے۔

(مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے ایمان لانے کا سبب)

فرماتے ہیں:

مولانا عبید اللہ نومسلم (مرحوم) پہلے پنڈت تھے اور لدھیانہ کے رہنے والے تھے پڑھے لکھے آدمی تھے اللہ تعالی نے ان کو ایمان کی توفیق عطاء فرمائی مسلمان ہو گئے انہوں نے کتاب لکھی ''تحفہ الہند'' ہندوؤں کے لئے تحفہ یہ کتاب بڑی نایاب تھی مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ علیہ کے ایمان لانے کا سبب یہی کتاب بنی ان کا پہلا نام بوٹا سنگھ تھا۔

(گمراہی کا پہلا دروازہ ترک تقلید ہے)

فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد نے کہا کہ میں نے تقلید چھوڑی تو میرے اوپر دروازے کھلے ہیں۔ غلام احمد پرویز، اسلم جی راجپوری اس طرح عبداللہ چڑالوی ان سب کے میں نے تفصیلاً حالات بنائے ہیں تو گمراہی کا پہلا دروازہ ترک تقلید ہے تو اہل ایمان کی تقلید تو یہ ہے کہ جس مسئلہ کی قرآن میں صراحت نہیں ہے، حدیث میں صراحت نہیں ہے، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے نہیں ملتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہیں ملتی تو اماموں میں سے کسی کی بات کو مان لو اور وہ بھی اس خیال سے کہ وہ معصوم نہیں ہیں معصوم صرف پیغمبر ہے اور پیغمبر کی بات قطعی ہوتی ہے اور اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا اور مجتہد کی بات غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی ہوسکتی ہے اور مجتہد کو غلطی میں بھی اجر ملتا ہے گناہ کوئی نہیں ہے۔ تو اہل ایمان جو تقلید کرتے ہیں وہ اور ہے اور مشرکین اپنے آباؤ اجداد کی جو تقلید کرتے ہیں وہ اور ہے اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

آج کا کل عوام بیچارے اکثر جہالت کا شکار ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اسلام کے ساتھ ان کو کوئی مخالفت نہیں ہے بلکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں صرف جہالت کی بنا پر کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بٹھا دیا گیا ہے کہ جو ہمارے عقیدے ہیں وہی عزت اور احترام والے ہیں اور جو عقیدے ان کے علاوہ ہیں وہ توہین والے ہیں۔

(عقیدہ کے اثبات کے لیے خبر واحد نا کافی ہے)

فرماتے ہیں:

کتب عقائد میں یہ مسئلہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا کہ عقیدہ کے اثبات کے لیے خبر واحد صحیح بھی نا کافی ہے۔یعنی ایسی حدیث جس کے راوی اگر چہ ثقہ ہوں لیکن اس حدیث کا شمار خبر واحد میں ہو یا ہو تو اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتا۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر ہی قابل اخذ ہوگی)

فرماتے ہیں:

قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر جب بسند صحیح جناب محمد رسو اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو تو اس کے مقابلہ میں اگر کوئی بڑے سے بڑا مفسر بھی کچھ کہے تو ا کی بات مردود ہوگی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہی قابل اخذ ہوگی جب کہ اس کی سند اعلی درجہ کی صحیح بھی ہو۔

(رد بدعت پر ٹھوس علمی کتابیں)

فرماتے ہیں:

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے اثبات توحید و سنت اور رد بدعت پر ٹھوس اور علمی کتابیں (مسائل اربعین) اور (مأۃ مسائل) لکھی ہیں جن سے اہل بدعت (بریلوی) سخت نالاں ہیں اس لیے ان کتابوں میں بلاوجہ کیڑے نکال کر اور ان کے محقق مصنف کو خائن ثابت کر کے عوام الناس کی نگاہوں سے ان کو گرانا چاہتے ہیں مگر اس سے کیا فائدہ: سورج پر تھوکنا منہ پر آتا ہے۔

(علم حدیث اور احناف)

فرماتے ہیں:

تاریخی طور پر دنیا کا کوئی منصف مزاج اور صاحب علم اس امر کا ہرگز انکار نہیں کرسکتا کہ جو خدمت علم حدیث کی روایۃً ودرایۃً علماء احناف نے کی ہیں وہ اور کسی نے نہیں کی اور روایت کے صحت وسقم کے جو اصول انہوں نے قائم کئے ہیں انہی کو روشنی میں عام محدثین کرامؒ نے احادیث کی چھان بین کی ہیں اوران کی اس خدمت جلیلہ کا انکار آفتاب نصف النہار کا انکار ہے جس کو کبھی کوئی عقلمند قبول نہیں کرسکتا۔

(حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علم حدیث)

فرماتے ہیں:

سید الاذکیاء فقیہ الامت رئیس الاتقیاء حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفیؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) نے علم دین کی جس نہج پر خدمت کی ہے، صحابہ کرام اور کبار تابعین کے بعد امت میں وہ صرف انہی کا حصہ ہے اور علم حدیث میں جو مقام اس کو حاصل رہا ہے، بغیر کسی جاہل یا متعصب کے اور کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

تفصیل کے لیے دیکھیے حضرت شیخ صفدرؒ کی تصنیف مقام ''مقام ابوحنیفہؒ'' اور ''امام اعظم اور علم الحدیث'' مصنف مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی (مطبوعہ سیالکوٹ) از مرتب

(تعارف تفسیر عثمانی)

فرماتے ہیں:

اردو ترجمہ اور تفسیر کے لیے انہوں نے علماء سے مشورہ کیا تو علماء کرام نے ان کو بتایا کہ اس وقت اردو زبان میں بہترین ترجمہ اور مختصر تفسیر حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسنؒ کی ہے، حضرت شیخ الہند نے یہ ترجمہ اور سورۃ بقرہ کی تفسیر اس وقت لکھی جب آپ مالٹا کے مقام پر قید تھے اور سورۃ

آل عمران سے لے کر آخر تک کی تفسیر حضرت کے شاگرد مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے کی، جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد مغربی پاکستان میں جھنڈا لہرایا تھا اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے لہرایا تھا۔

(مودودی صاحب کی تفسیر)

فرماتے ہیں:

مودودی صاحب نے بھی اپنی تفسیر اور دیگر کتابوں میں بہت ساری غلط باتیں لکھی ہیں، علماء کی ان پر تنقید بے جا نہیں ہیں۔

(اسلام میں سب سے پہلا باطل فرقہ)

فرماتے ہیں:

اسلام میں سب سے پہلا باطل فرقہ ''شیعہ'' ہے جس کی بنیاد عبد اللہ بن سبا یہودی نے رکھی، یہ عبد اللہ جس کے باپ کا نام ''سبا'' تھا، یمن کا رہنے والا تھا یہ کٹر یہودی، بڑا خبیث اور شاطر قسم کا انسان تھا۔

(تہجد کی نماز نہیں چھوڑنی چاہیے)

فرماتے ہیں:

ساتھیوں! آخرت کو کبھی نہ بھولو! فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفلی نمازیں بھی پڑھو اور خصوصاً تہجد کی نماز نہیں چھوڑنی چاہیے۔

(نظر کا لگ جانا حق ہے)

فرماتے ہیں:

تفسیروں میں ایک بات یہ لکھی ہے کہ نظر بد سے بچنے کے لیے کہ ماشاء اللہ سارے صحت مند، خوبصورت جوان ہو، کہیں نظر بد نہ لگ جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے "**العين حق وله رقية**" نظر کا لگ جانا حق ہے اور اس کا دم بھی ہے، نظر کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو دیکھے کہ یہ اتنا صحت مند ہے، اتنا خوبصورت ہے، اتنا مالدار ہے، اتنا لائق ہے یعنی ان چیزوں پر تعجب کا اظہار کرلے، یہ جب تعجب کرتا ہے تو اللہ تعالی فوراً اس میں عیب پیدا کر دیتے ہیں کہ ان کمالات میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہے، یہ میرے اختیار میں ہے۔

(حرام مال کا صدقہ ثواب کی نیت سے کرنا)

فرماتے ہیں:

اگر کسی نے حرام مال کا صدقہ کیا اور ثواب کی نیت کی تو کافر ہو جائے گا، نکاح ٹوٹ جائے گا۔

(بے نمازی کو صدقہ نہ دو)

کسی نے حضرت شیخ امام اہل سنت سے سوال کیا کہ بے نماز کو صدقہ دینا کیسا ہے؟

فرماتے ہیں:

بے نماز کو صدقہ نہ دو، حدیث پاک میں آتا ہے "**لا يا كل طعامك الا تقى**" کہ تیرا کھانا صرف پرہیز گار کھائے، بے نماز کو بالکل نہ دو، وہ رب تعالی کا نافرمان ہے، اللہ تعالی سمجھ عطاء

فرمائیں۔

(معتزلہ اور جبریہ کے عقائد باطلہ)

فرماتے ہیں:

(۱) ایک فرقہ ہے معتزلہ، یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے کیوں کہ اگر ہم تقدیر مانتے ہیں تو ہمیں کسی نیکی کا صلہ ملے گا؟ کیوں کہ جو لکھا ہے وہی کرنے ہیں اس میں ہمارا کیا اختیار ہے؟ لہذا انہوں نے سرے سے تقدیر کا انکار کر دیا۔

(۲) دوسرا فرقہ جبریہ، یہ کہتے ہیں کہ ہم رب تعالی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہیں، ہم کچھ نہیں کر سکتے، رب تعالی ہی ہمیں سب کچھ کرواتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم مجبور محض ہیں۔

لیکن اہل حق اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہیں: کہ اللہ تعالی نے بندے کو مجبور محض بھی بنایا اور ہر چیز کا اختیار بھی نہیں دیا اور جتنا اختیار دیا ہے وہ اس سے اتنا ہی پوچھے گا۔

البتہ ایک سوال خاصا مشکل ہے، وہ یہ کہ دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے یا ہو رہا ہے سب کچھ پہلے سے تقدیر میں لکھا ہوا ہے اور اس لکھے ہوئے کو ہم بدل نہیں کر سکتے تو پھر ہم مجبور محض ہوئے، یہ بات اسی طرح ہے کہ سب کچھ پہلے سے تقدیر میں لکھا ہوا ہے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔علماء متکلمین (متکلمین اس طبقہ کو کہتے ہیں جنہوں نے زور وشور سے فلسفیانہ مسائل کی تردید کی ہیں اور جس فن کو انہوں نے فلسفہ کے مقابلہ میں مدون کیا اس کو علم کلام کہتے ہیں۔از فاروقی) نے اس کا جواب یہ دیا ہیں: کہ اللہ تعالی "بکل شئی علیم" ہے وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور علیم بذات الصدور ہے وہ دلوں کے رازوں کو جانتا ہے، اسے معلوم تھا کہ کسی نے اپنی مرضی سے ایمان لانا ہے اور کسی نے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرنا ہے، کسی نے نیکی کرنی ہے اور کسی نے بدی کرنی ہے، اللہ تعالی نے اپنے علم سے سب کچھ لکھ دیا ہے کہ یہ کچھ ہوگا اور کریں گے اپنی

مرضی سے،اس طرح نہیں لکھا فلاں کو اس طرح کرنا پڑے گا جو انہوں نے کرنا تھا وہ لکھا ہوا ہے،لہذا آدمی مختار ہے ایمان لانے میں اور کفر اختیار کرنے میں مجبور نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے دونوں گروہوں کا نتیجہ بھی بیان فرمادیا کہ جو متقی ہیں "**اولئک هم المفلحون**" یہی فلاح پانے والے ہیں اور جو کافر ہیں "**ولهم عذاب عظيم**" اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا۔

اللہ تعالی کفر سے بھی اور اس کے نتائج سے بھی ہر مسلمان کو محفوظ فرمائیں اور اللہ تعالی مسلمانوں کو ہر طرح کے عذاب سے بچائے، آمین۔

(مودودی صاحب کا غلط فتوی)

فرماتے ہیں:

مودودی صاحب سے حوروں کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کون ہے تو انہوں نے فتوی دیا کہ حوریں کافروں کی لڑکیاں ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے فوت ہوگئی ہیں، یہ بات انہیں نے قرآن پاک کی تفسیر میں لکھی ہے، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ حوروں کے متعلق حدیث پاک میں آتا ہے "**خلقت من المسک**" حوریں کستوری (مشک) سے پیدا کی گئی ہے، لہذا جو علماء مسائل میں مودودی صاحب کی تردید کرتے ہیں وہ غلط نہیں کرتے بلکہ صحیح کرتے ہیں۔

(کفار کے نابالغ بچے چھوٹی عمر میں فوت ہوجائے جنتی ہیں یا دوزخی)

فرماتے ہیں:

کافروں اور مشرکوں کے وہ بچے جو چھوٹی عمر میں فوت ہوجاتے ہیں وہ جنتی ہیں یا

دوزخی، اس سلسلے میں فقہاء کرامؒ کے تین قول نقل کیے گیے ہیں: پہلا قول: یہ ہے کہ اپنے ماں باپ کے تابع ہو کر دوزخ میں جائیں گے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ کافروں اور مشرکوں کے بچے جنتی ہیں کیوں کہ جب تک بچہ بالغ نہ ہوجائے وہ مکلف نہیں ہوتا یعنی اس پر شریعت کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے، اللہ تعالی جس طرح چاہیں گے فیصلہ فرمائیں گے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: کہ ہم ان کو نہ قطعی طور پر جنتی کہتے ہیں اور نہ قطعی طور پر دوزخی کہتے ہیں، ان کا معاملہ اللہ تعالی کے ساتھ ہے۔

(بدعت کی نحوست)

فرماتے ہیں:

ایک آدمی مسجد میں بیٹھ کر سو بوتلیں شراب کی پیئے تو اس کا کتنا گناہ ہے، ویسے تو ایک بوتل کا بڑا گناہ ہے سمجھانے کیلئے کہہ رہا ہوں کہ سو بوتلیں شراب کی پیئے تو کتنا گناہ ہوگا ایک بدعت کا گناہ اس سے بھی زیادہ ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ گناہ سے دین کا نقشہ نہیں بدلتا، گناہ کرنے والا بھی گناہ کو گناہ سمجھتا ہے اور اس سے توبہ بھی کرسکتا ہے، دین نہیں سمجھتا اور بدعت سے دین کا نقشہ بدل جاتا ہے، بدعتی بدعت کو دین سمجھ کر کرتا ہے اور ثواب سمجھتا ہے اس لیے اس کو توبہ نصیب نہیں ہوتی ہے اور جن لوگوں نے دین کو سنبھالا ہوا ہے، بدعات ان کا دن، اگر تم بدعات کا رد کرو تو وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے دین کی مخالفت کی ہے اس لیے سو گناہ کبیرہ ایک طرف اور ایک بدعت ایک طرف ہو تو بدعت کا گناہ زیادہ ہے کیوں کہ اس سے دین کا نقشہ بدل جاتا ہے اور بدعتی بدعت کو ثواب سمجھ کر کرتا ہے اسی لیے اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی کیوں کہ وہ اس کو کار ثواب سمجھتا

ہے اورثواب کی کام سے کیوں توبہ کرے، چنانچہ حضرت انسؓ کی روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**ان اللہ تعالی قد حجب التوبہ عن کل صاحب بدعه**'' بیشک اللہ تعالی نے بدعت کرنے والے پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے، بدعت کی اتنی نحوست ہوتی ہے کہ دل میں توبہ کی صلاحیت باقی ہی نہیں رہتی جس طرح غالی کافروں میں ایمان کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔

(دعا کی قبولیت کی صورتیں)

فرماتے ہیں:

بعض دفعہ آدمی ایک چیز کو اپنے لیے مفید سمجھ کر مانگتا ہے مگر وہ چیز اللہ تعالی کے علم میں اس کے لیے مفید نہیں ہوتی تو رب تعالی اس کو نہیں دیتا تو اس کا نہ دینا ہی دعا کا قبول ہونا ہے، بعض دفعہ وہ چیز مفید بھی ہوتی ہے پھر بھی نہیں ملتی، اللہ تعالی اس کے بدلے آنے والے کسی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں یہ بھی دعا کی قبولیت ہے، بسا اوقات اس کی دعا کو ذخیرہ کر کے رکھا جاتا ہے، قیامت والے دن اس کا بدلہ ملے گا مگر بندہ جلد باز ہے وہ کہتا ہے میری چیز جلدی ملے، ہر حال بندے کو دعا سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے، حدیث پاک میں آتا ہے ''**الدعاء مخ العبادہ**'' دعا عبادت کا مغز ہے جیسے ہڈی میں گودا اور مغز ہو، تو جاندار میں جان اور قوت ہوتی ہے ورنہ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتا تو دعا عبادت کا مغز ہے۔

(مؤمن اور کافر میں فرق)

فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں: کہ ہمارے نزدیک مومن اور کافر میں فرق

کرنے والی چیز نماز تھی جو آدمی نماز پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان ہے اور جو نہیں پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔

(ساری گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوتے)

فرماتے ہیں:

یہ جہالت ہے کہ توبہ سے سارے گناہ ہوجاتے ہیں حالاں کہ تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ ایسا ہرگز نہیں ہے سارے گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوتے، نماز، روزہ زکوۃ محض توبہ سے معاف نہیں ہوتے جب تک ان کی قضا نہیں لوٹائی جائے گی۔

(فتوح الغیب میں توحید)

فرماتے ہیں:

شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے (فتوح الغیب) اس میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، اس کو ضرور پڑھو اللہ تعالی غریق رحمت فرمائے مولانا حکیم محمد صادق کو میرے مشورے سے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

(فضیلت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

فرماتے ہیں:

حضرت امام نوویؒ لکھتے ہیں: کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کتاب اللہ کے حضرات خلفاء راشدین سے بھی بڑے عالم تھے (شرح مسلم ج/۲ ص: ۲۹۳) یہ یاد رہے کہ حضرت امام ابو

حنیفہؒ کی فقہ کا مدار ہی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے علم وفقہ پر ہے اور تفسیر وفقہ میں ان کا مقام بہت ہی بلند اور ارفع تھا۔

(مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ کی علمی شہرت)

فرماتے ہیں:

ہمارے ایک محترم بزرگ اور مکرم استاذ مولانا مفتی محمد شفیع کی علمی شہرت اور فقہی کمال پاک وہند کے علاوہ ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔

(سنتوں اور نوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنا)

فرماتے ہیں:

بعض علاقوں میں سنتوں اور نوافل کے بعد اجتماعی طور پر دعا کا خاصا اور خوب اہتمام کیا جاتا ہے اور دعا نہ کرنے والے کو بنظر حقارت دیکھا جاتا ہے، حالاں کہ یہ کاروائی نری بدعت ہے، علماء کو اس سے سختی کے ساتھ گریز کرنا چاہیے اور علی الخصوص علماء حق کو جو بعض علاقوں میں رسمی اور رواجی طور پر اس بدعت اور مکروہ فعل میں گرفتار اور مبتلا ہیں۔

(سنت کا مقام)

فرماتے ہیں:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل پیرا ہونے اور اس کو مضبوطی سے پکڑنے کی اشد تاکید فرمائی ہے اور اس کی پیروی نہ کرنے پر انتہائی ناراضگی فرمائی ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

”فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المجتهدين عضوا عليها بالنواجذ و اياكم و محدثات الامور فان كل محدثة بدعة“ (مستدرک للحاکم/ ج/ ۱ ص: ۹۶)

تمہارے اوپر لازم ہے کہ تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو معمول بناؤ اور اپنی ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے اس کو پکڑو، تم نئی نئی باتوں سے پرہیز کرو کیوں کہ ہر نئی چیز بدعت ہے۔

یہ صحیح روایت صراحت سے اس امر کو بیان کرتی ہے کہ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرات خلفاء راشدین کی سنت کو خوب مضبوطی سے پکڑے اور اس کو اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور جملہ محدثات اور بدعات سے کنارہ کشی کرے کیوں کہ ہر ایک بدعت گمراہی اور ضلالت ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں: کہ ایک خاص موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”فمن رغب عن سنتي فليس مني“ (بخاری/ ج/ ۲/ ص: ۷۵۷)

جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا تو وہ میرے امت سے نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

”اقوال انتظام الدين يتوقف على اتباع سنن النبي“ (حجة الله البالغه/ ج/ ۱/ ص: ۱۷۰)

میں کہتا ہوں کہ دین کا انتظام اس بات پر موقوف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کیا جائے۔

(فاضل بریلی کے غلط تراجم کی چند مثالیں)

فرماتے ہیں:

فاضل بریلی کے غلط تراجم کی چند مثالیں ملاحظہ ہو:

(۱) انا انزلنا الیك الکتاب بالحق (سورۃ النساء/آیت:۱۰۵)

ترجمہ: اے محبوب! بیشک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاردی۔

اس میں خان صاحب نے اے محبوب کے الفاظ لفظی ترجمہ میں زائد کر کے تحریف کا دروازہ کھولا ہے۔

(۲) فتطردھم فتکون من الظالمین (سورۃ انعام/آیت:۵۲)

پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بالاتفاق معصوم ہے اس میں کوئی نزاع نہیں ہے اور کسی لفظ کی تفسیر میں احسن سے احسن اور بہتر سے بہتر تعبیر اختیار کرنا بھی محل نزاع سے خارج ہے لیکن لفظی ترجمہ میں "فتکون من الظالمین" کا ترجمہ تو یہ کام انصاف سے بعید ہے ہرگز لفظی ترجمہ نہیں ہوسکتا۔

(۳) قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا (سورۃ یونس/آیت/۴۹)

تم فرماؤ میں اپنی جان کے برے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا۔

اس ترجمہ میں اگرچہ یہ احتیاط کی گئی ہے کہ لفظ ذاتی کو قوسین میں درج کیا ہے لیکن عوام الناس کے لیے اپنے باطل نظریہ ذاتی اور عطائی کے لیے چور دروازہ تو کھول کے اگرچہ آپ ذاتی طور پر نافع اور ضار نہیں مگر عطائی طور پر ہے۔

(۴) حتی اذا استیئس الرسل (سورۃ یوسف/آیت/۱۱۰)

یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی۔

یہاں اعلی حضرت نے ظاہری اسباب لفظی ترجمہ میں اپنی طرف سے بڑھائے ہیں، متن میں اس کا ذکر نہیں۔

(۵)قل انما بشر مثلکم (سورۃ مریم/آیت/۱۱۰)

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہو۔

اس مقام پر ظاہر صورت ۔۔۔۔۔الخ کے الفاظ خان صاحب نے ترجمہ میں اپنی طرف سے زائد کیے ہیں۔

(۶)اتل ما اوحی الیك من الکتاب (سورۃ العنکبوت/۴۵)

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی۔

یہاں بھی ''اے محبوب'' کے الفاظ لفظی ترجمہ میں اپنی طرف دے بڑھائے ہیں۔

(۷)یاایھا النبی انا ارسلنك شاھدا (سورۃ الاحزاب/۴۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر۔

یہاں نبی کا ترجمہ ''غیب کا خبریں بتانے والے'' اور شاہد کا معنی ''حاضر ناظر'' کر کے اپنا باطل عقیدہ ثابت کیا ہے، حالانکہ پہلی ہی وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنادئے گئے ہیں اور اس وقت متعارف غیب کی کوئی خبر نازل نہیں ہوئی تھی۔

(۸)فان یشا اللہ یختم علی قلبك (سورۃ شوری/۲۴)

اور اللہ چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت وحفاظت کی مہر کر دے۔

اس جگہ ''قلب'' کا لفظی کا ترجمہ کھا گئی ہیں اور اپنی رحمت وحفاظت کے الفاظ لفظی ترجمہ میں اپنی طرف سے بڑھائے ہیں۔

(۹)والنجم اذا ھوی (سورۃ النجم/۱)

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ لفظی ترجمہ میں اعلی حضرت نے یہ کیا کچھ داخل کر دیا ہے اگر اس آیت کا لفظی ترجمہ کر کے یہ الفاظ اس کے تفسیر میں تحریر کرتے تو معاملہ جدا تھا مگر صد افسوس یہ سب کچھ انہوں نے لفظی ترجمہ میں کیا ہے۔

(۱۰)خلق الانسان علمه البيان (سورۃ رحمن /۳،۴)

انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔

غور فرمائیں کی انسان کا معنی اعلی حضرت نے ''انسانیت کی جان محمد'' کیا اور بیان سے ''ما کان وما یکون'' کا بیان لے لیا۔

تلك عشرة كاملة

(مزید تفصیل کیلئے دیکھے ''تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین'' اور اتمام البرہان فی رد توضیح البیان ''از فاروقی)

(حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی ذہانت وحافظہ)

حضرت انور شاہ کشمیریؒ کا ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ:

حکایت: میں (حضرت کشمیریؒ) چار سال کا تھا کہ میں نے اپنے علاقہ کشمیر میں دو آدمیوں کو عذاب کے بارے میں کلام کرتے سنا کہ کیا عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو؟ ان دونوں کی رائے اس پر ٹھہری کہ عذاب دونوں کو ہوتا ہے پھر دونوں نے اس کی مثال بیان کی وہ اس طرح کہ جسم اور روح کی ایسی ہی مثال ہے جیسے اندھا اور لنگڑا جو دونوں ایک باغ میں گئے تاکہ وہاں سے پھل چنیں لیکن اندھا دیکھنے سے عاجز تھا اور لنگڑا (کھڑا ہو کر) پھل چننے سے قاصر تھا دونوں نے آپس میں اس بارے میں مشورہ کیا اور لنگڑا اندھے کہ کندھے پر سوار ہو گیا

اندھا اس کو درختوں کی طرف لے جاتا اور لنگڑا پھل دیکھ کر چن لیتا یہی حال ہے بدن کا روح کے ساتھ کیونکہ بدن روح کے بغیر جماد ہے اس میں کوئی حرکت نہیں اور روح بغیر بدن کے افعال سے معطل ہے اس لئے ایک کو دوسرے کی حاجت ہے جب بدن اور روح کسب ہے دونوں شریک ہے تو اجر یا گناہ میں بھی شریک ہے پینتیس (۳۵) برس گزرنے کے بعد میں نے یہی بات حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے تفسیر قرطبی میں دیکھی جو ان دو آدمیوں نے اپنی فطری ذوق سے کہی تھی تو دیکھ لے کیا ایسی چیز ارسطو وغیرہ (یونانی حکماء) سے ممکن ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں (بحوالہ فیض الباری)

اللہ تعالی نے حضرت شاہ صاحبؒ کو غضب کی ذہانت اور حافظہ عطاء فرمایا تھا گو یہ واقعہ انہوں نے چار سال کی عمر میں سنا لیکن بخاری شریف پڑھاتے وقت وہ علم کے ناپیدا کنار سمندر میں غوطہ زن تھے۔

(صاحب ہدایہ کا مقام)

فرماتے ہیں:

فقہاء کرام کے طبقہ میں صاحب ہدایہ الامام الفقیہ الزاہد علی بن ابی بکرؒ (المتوفی ۵۹۳ھ) کا مقام اور پایہ بہت بلند ہے ان کے بعد آنے والے فقہاء ان کے علم و تحقیق اور دیانت و امانت اور زہد و تقوی پر کلی اعتماد کرتے ہیں۔

(تفسیر جمل، تفسیر صاوی اور تفسیر عرائس البیان غیر مستند تفاسیر ہیں)

فرماتے ہیں:

فریق مخالف (بریلوی) بگوش ہوش سن لے تفسیر عرائس البیان، جمل اور صاوی وغیرہ سے

اپنے ماؤف اور بیمار دلوں کی تسکین تو شوق سے پوری کیجئے مگر اہل حق کے مقابلہ ایسی غیر معتبر اور غیر مستند تفسیریں پر کاہِ کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں بلکہ ان کی ایسی تفسیروں کا جو نصوص قطعیہ احادیث صحیحہ اور اجماع کے مقابلہ میں ہوں بقول علامہ اقبالؒ درجہ فقط یہ ہے کہ

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سماع موتی کی قائل ہوگئی تھیں)

فرماتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سماع موتی کی قائل ہوگئی تھیں اور اس مسئلہ میں وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت سے مل گئی تھیں۔

تمت